سوال

(670)القاسم میں سوال وجواب اوراس کی تنقید

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

القاسم میں سوال وجواب اوراس کی تنقید

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

القاسم میں سوال وجواب اوراس کی تنقید

مدرسہ دیوبند سے ایک رسالہ القاسم نکلتا ہے جس میں عموما مضامین تاریخی ہوتے ہیں اس دفعہ شوال کے پرچہ میں ایک سوال اوراس کا جواب مذہبی رنگ میں نکلا ہے ناظرین الحدیث کے خاص مذاق کا ہونے کی وجہ سے اس قابل ہے کہ ان تک پہنچایا جائے امید ہے کہ ناظرین اس مضمون کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اوراس کے بعداس کی تنقید پر بھی غور فرمائیں گے۔

سوال۔ درحقیقت اور بطلان واقعی اعتبار معتبر پر مبنی نہیں ہے اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے. جب مذاہب ائمہ اربعہ کی حقیقت پر غور کرتا ہوں تو عقل نارسا اوراک حقیقت سے قاصر ہوجاتی ہے کیونکہ ان مذاہب میں باہم ایسے مسائل نظر آتے ہیں، جن میں کم ازکم نسبت تضاء کی پائی جاتی ہے اوریہ مسلم الثبوت امرہے کہ دوضدیں جمع نہیں ہوسکیتں پس ان مذاہب کو حق تسلیم کرنے پرواقع ہے اجتماع اضداد حالت واحدہ میں لازم آتا ہے جس کا بطلان ظاہر ترین ہے اوریہ بھی ظاہر ہے جیساکہ عرض کرچکا ہوں کہ حقائق واقعیہ پرحیثیات زائدہ کا کوئی اثر نہیں پڑسکتا پس ان کے حق ہونے کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ (القاسم ص1)

تشریح

اس سوال کا مطلب یہ ہے۔ کہ جوبات واقع میں صحیح ہے ہر حال میں صحیح ہے کوئی اسے صحیح مانے یانہ مانے جن پغمیروں کی تعلیم کو کفار نے نہیں مانا وہ تعلیم واقع میں صحیح تھی گو اسے کسی نے نہ مانا یا مانا توکم مانا اورجوغلط ہے وہ ہر حال میں غلط ہے چاہے اسے ساری دنیا مانے غرض صحت اور غلطی ماننے یانہ ماننے پر موقوف نہیں بلکہ وہ اصلیت کے تابع ہے یہ اصول اورمذاہب میں اپنا ثبوت اوراثر دکھاتا ہے مگر مذاہب اربعہ حنفی شافعی مالکی اور حنبلی میں اسکا اثر معلوم نہیں ہوتا کیوں کہ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ سارے مذاہب حق ہیں

حالانکہ ان میں بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ اگران کی ایک جانب صحیح ہے تو دوسری یقینا غلط مثلاً قرآت خلف الامام میں حنفی مذہب اگر صحیح ہے کہ امام کے پیچھے کچھ نہیں پڑھنا چاہیئے توشافعیہ کا مذہب غلط ہے کہ ضرور پڑھنا چاہیئے اب جو ہم ان دونوں باتوں کو صحیح سمجھیں تو اصول مذکورہ کے خلاف وحق و باطل کی حقیقت کو ہم نے واقع سے ہٹا کر اپنے خیالات کے تابع کر دیا ہے جو کسی طرح جائز نہیں پس یا تو اصول مذکورہ کو چھوڑیئے یا اس خیال کو ترک کیجئے کہ سارے مذہب حق پر ہیں اسکا جواب فاضل لبیب نے دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مجتہد کی بابت یہ اصول ہے کہ وہ جب کوشش کر کے کوئی حکم معلوم کرے تو گو واقع میں غلط ہوتا ہم اس مجتہد کو بھی ثواب ملتا ہے چنانچہ بعد طویل تمہید اور کئی ایک امور ذکر کرنے کے فاضل مجیب کے خاص الفاظ یہ ہیں

شیخ تقی الدین ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ مجتہدین کے واسطے ہر ایک واقعہ میں اللہ تعالی کے دو حکم ہیں ایک یہ کہ اس واقعہ کے متلق خدا کا جو کچھ حکم واقع میں ہے جس کی طرف رانمائی کرنے والے لطیف اشارات دامارات بھی اس نے اپنے کلام میں اوراپنے رسول کے کلام میں نصیب فرمادیئے ہیں اس کو معلوم کریں دوسرا یہ کہ ہر مجتہد بعد اپنی پوری قوت اجتہاد اور انتہائی کوشش صرف کرلینے کے جس تیجہ پر پہنچتے وہی اس کے حق میں واجب الاتباع ہے پس وہ مجتہد جو ایک مسئلہ اجتہادی میں پوری ہمت صرف کرلینے کے بعد بھی حق تعالی شانہ کے صحیح منشا اور مطلوب پر مطلع نہ ہوسکا، اگرچہ اس حکم اول کے فوت ہونے کے اعتبار سے جس کا معلوم کرنا ہر مجتہد کے ذمہ لازم تھا مخطی کہا جاسکتا ہے لیکن دوسرے حکم کے لحاظ سے ہر ایک مجتہد کو مصیب بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ جو کچھ اس نے اپنے علم اور اجتہاد سے معلوم کرلیا اسکے حق میں اب وہی واجب الاتباع قرار دیا گیا ہے تو جن لوگوں نے کل مجتہد مصیب کی آواز بلند کی اگران کی غرض یہی ہے جواب ہم نے بیان کی تو بلاشبہ اس میں تمام اہل سنت دالجماعت ان کے ساتھ متفق ہیں اور یہی وجہ تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں کوئی صحابہ دوسرے پر مسائل اجتہادیہ میں اختلاف رکھنے کی وجہ سے مامت یا طعن و تشنیع نہیں کرتا تھا اور تضلیل یا تبدیع تو کجا ایک کی طرف سے دوسرے کی تاثیم بھی نہ ہوتی تھی بلکہ ایسے اختلافات کو توسیع اور رحمت جان کر ایک دوسرے کے ساتھ نہایت رواداری کا برتاؤ کرتے تھے خود احناف کی کتابوں میں بجز ایسی صورتوں کے جن میں فساد نماز کا مظنہ غالب ہو اقتدا حنفی کی شافعی کے پیچھے اور شافعی کی حنفی کے پیچھے جائز رکھی گئی ہے اور بعض مسائل میں جہاں فقہائے زمانہ کو شرعارخصت اور تیسیر کی ضرورت محسوس ہوئی ہے دوسرے ائمہ کی اراکو معمول بہا بنایا گیا ہے کیونکہ کسی خاص امام کی تقلید کے لازمی معنی اگرچہ اس امام کے مذہب کو ثواب اور راجح کہنا ہے لیکن پھر بھی احتمال خطا کا اعتراف اور دوسرے امام کے اجتہاد کے متلق احتمال صواب کی تصریح موجود ہے اگر خاص خاص شرعی مصالح جن کا اوراک فقہاء کرسکتے ہیں اس طرف داعی ہوں کہ بعض مسائل میں دوسرے ائمہ کے مذاہب پر فتوی دیا جاوے تو پھر آخر اس احتمال خطا و ثواب سے فائدہ اٹھانے کا کونسا موقعہ ہے اس لئے یہ محفوظ رکھنا چاہیے کہ باوجودیکہ حق عنداللہ کے اعتبار سے ہر ایک مسئلہ میں کوئی ایک ہی مجتہد مصیب ہوتا ہے لیکن عملاسب حق پر ہیں یعنی حق تعالی شانہ نے یہ وسعت دی ہے کہ یہ مجتہداپنے اجتہاد کے اوپر عمل کرلے اگرچہ اس کا اجتہاد باوجود پوری کوشش کے ٹھیک نشانہ پر نہ بیٹھا ہو۔

تمثیلایوں سمجھوکہ کعبہ نفس الامر میں ایک معین مکان کا نام ہے اور اسی کا استقبال شریعت میں ضروری قرار دیا ہے۔ فول وجھک شطر المسجد الحرام لیکن جس وقت سمت کعبہ ٹھیک معلوم نہ ہو تو بعد تحری کے جو سمت معین ہو اسی کا استقبال صلوۃ کےلئے کافی سمجھا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ ہماری تحری جس طرف ہو ضروری نہیں کہ نفس الامر میں خانہ کعبہ بھی اسی طرف منتقل ہو جائے پس یہ خدا کی رحمت اور انعام ہے کہ اگرچہ واقع میں مستقبل قبلہ وہی شخص ہے جس کا رخ ٹھیک کعبہ کی طرف ہو مگرتا ہم دوسری طرف منہ کرنے والوں کو بھی تو معنا وحکما مستقبل کعبہ تسلیم کرلیا گیا ہے تو باعتبار کعبہ نفس الامری اور حکم اولیکے تو فقط ایک شخص مصیب ہے اور سب مخطی لیکن باعتبار قبول صلوۃ اور امتثال امر ثانی کے سب مصیب ہیں۔

''پس ہر چند کہ عنداللہ محل خلاف میں حق واحد ہوتا ہے مگر عمل میں سب حق ہوتے ہیں اور یہی محمل حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس اشارہ حدیث - کل مجتھد مصیب و الحق عنداللہ واحد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کا

كل مجتهد مصيب وان كان الحق في واحد فمن اصابه فقد اصاب الحق ومن اخطاه فقد اخطاه (التقرير والتحبير ص ۳—ج ۲ مصري)

اور حضرت امام صاحبرحمۃ اللہ علیہ وامام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ان نصوص کو ہمیشہ یاد رکھیے جن سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہامام صاحب اور دیگر ائمہ اہل سنت سے جو بعض شاذ اقوال ہر مجتہد کے تصویب کی نسبت ان کے مشہور ومعروف مذہب المجتہد یخطی ویصیب کے خلاف منقول ہے وہ فی الحقیقت ان کے اصل مذہب کے خلاف نہیں ہے تعجب ہے کہ امام

عبدالوہاب شعرانی نے بھی میزان کبری میں بیشتر اسی قسم کے اقوال کی سطح سے مدد لی ہے اسی جگہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ چند نقول مستند کتابوں کی آپ کے سامنے پیش کردوں جواس بات کوظاہر کرتے ہیں کہ اصل مذہب جمہور اہل سنت والجماعت اور ائمہ کی اربعہ کا یہی ہے کہ اجتہادیات میں حق عنداللہ واحد ہے اوراسی بنا پر ہر مجتہد مصیب بھی ہوسکتا ہے اور مخطی بھی چنانچہ تحریرالاصول اوراس کی شرح میں لکھتے ہیں

والمختاران حکم الواقعۃ المجتہد فیہا حکم معین اوجب طلبہ فمن اصابہ فہوالمصیب ومن لایصیبہ فہوالمخطی نقل ہذا عن الائمۃ الاربعۃ ابی حنیفہ ومالک مع والشافعی واحمد وزکرالسبکی ان ہذا ہوالصحیح عندہم بل نقل الکرخی عن اصحابنا جمعیا ولم یذکر القرانی عن مالک غیرہ وزکرالسبکی انہ الذي حررہ اصحاب الشافعی عنہ وقال ابن للسمانی ومن قال عنہ غیرہ فقدانخطاء ص ٣-٦ج ٣)

’’مذہب مختاریہ کہ ہر واقعہ مجتہد فیہامیں ایک حکم معین ہوتا ہے جس کی تلاش خداکی طرف سے لازم کی گئی ہے پس جس مجتہد نے اس حکم کوپالیا دہ مصیب ہے اورجونہ پاس کا وہ مخطی ہے چنانچہ ہی خیال چاروں اماموں ابو حنیفہ مالک شافعی احمد رضی اللہ عنہ کا ہے سب کی نے لکھا ہے کہ یہی رائے ائمہ اربعہ کے نزدیک صحیح ہے بلکہ کرنعی نے تو ہمارے تمام اصحاب حنیفہ سے یہی خیال نقل کیا ہے اورقرآنی نے اس کے سواامامالک سے کوئی قول نقل نہیں کیا اور سبکی نے ذکرکیا ہے کہ یہی وہ قول ہے جس کوامام شافعی کے اصحاب نے امام شافعی سے منقح کرکے لکھا ہے اورابن سعانی نے فرمایاکہ میں کسی نے امام شافعی سے اسکے سوادوسراقول نقل کیا ہے اس نے خطاکی ہے۔

شیخ شمس الدین ابن القیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں۔

وقد صرح الائمۃ الاربعۃ بان الحق فی واحد من الاقوال المختلفۃ ولیست کلہا صوابا (ص ١٣-ج ٢)

اورائمہ اربعہ نے تصریح کی ہے کہ اقول مختلفہ میں سے ایک ہی قول حق ہوتا ہے یہ نہیں کہ سب کہ سب قول درست ہیں۔ (القاسم بابت ماہ شوال 9ص90)

الجدیث

اس جواب کی تشریح یہ ہے کہ مجتہد اپنی نیت صالح کی وجہ سے چونکہ مستحق ثواب ہوتے ہیں اس لئےان کا قول اورخیال بھی ملحق ہے۔

تنقید

عام طورپراس سوال کا یہی جواب دیا جاتا ہے مگرچونکہ مدرسہ دیوبند جیسے دارالعلوم

سے جواب نکلا ہے اس لئےجی چاہتا ہے کہ اس جواب پر عالمانہ نظر کی جائے

نظر اول

مجتہد کو نیت صالحہ سے ثواب ملتا ہے لیکن اس سے اسکی غلط رائے کی صحت لازم نہیں آتی غلط ہر حال میں غلط ہے چنانچہ اسی اصول سے علماء اصول نے کہا ہے اس کی مثال آج کل ہمکوعدالتوں میں بھی نہیں ملتی ہے ماتحت عدالتوں کی اپیلیں روزانہ ہائی کورٹوں میں ہوکر بہت سی منظور بھی ہوجاتی ہیں جس حاکم کے فیصلہ کوغلط قرار دیا جاتا ہے اس کویہ نہیں کہا جاتاکہ جتناوقت تم نے اس فیصلے میں لگایا ہےاتنے وقت کی تنخواہ تم کو نہیں ملے گی تنخواہ بلکہ سفری بھتہ الاونس کے ساتھ سب کچھ ملتا ہے لیکن مسل میں فیصلہ غلط لکھا جاتا ہے ٹھیک اسی طرح مجتہدوں کواللہ تعالی کے ہاں سے غلطی پر بھی ثواب ملتا ہے مگرغلط آخرغلط ہے پس جس طرح ایک حنفی کا حق ہے کہ مسئلہ قرآت خلف الامام میں اپنے مذہب کو صحیح جانے اورشافعی کے مذہب کوغلط کہے اسی طرح شافعی کا حق ہے کہ مذہب حنفی کوغلط قرار دے پس اصل سوال اس جواب سے مرتفع نہ ہوابلکہ اور مضبوط ہوا

نظر ثانی

جس صورت میں ائمہ مجتہدین کی رائے میں غلطی کا امکان بلکہ کثرت سے وقوع بھی ہے تو پھر محض ان کا قول قابل سند نہ ہوا یعنی بعض مجتہد کی رائے سے فیصلہ کرنا صحیح نہ ہو گا بلکہ معیار صداقت اس کے سوا قرآن و حدیث ہو گا۔ نہ فقط مجتہد کا قول کیونکہ ممکنہ عامہ ضروریہ کی نقیض ہوتا ہے فافہم

پس سوال مذکور اٹھنے کے بجائے ترک تقلید کا سوال پیدا ہو گیا کیونکہ مجتہد کا قول ممکن الغلط ہے اور ممکن الغلط اپنی غلطی رفع کرانے میں خود کسی دوسرے کا محتاج ہے یہی معنی ہیں۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن   پس حدیث مصطفےٰ برجان مسلم داشتن (اہلحدیث 6 ستمبر 1918ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 693

محدث فتویٰ